تعلیمی اداروں میں سزا کا اسلامی تصور

مولانا سعید الحق جدون

تعلیمی اداروں میں تعلیم کے لیے تشدد اور مار پیٹ کا تصور بہت شدید قسم کی وابستگی رکھتا ہے، لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ سخت مار کے بغیر بچے تعلیم حاصل نہیں کرسکتے ہیں۔ یہ ایک غلط تصور ہے، اس سے بچے کو تعلیم سے نفرت بھی ہوسکتی ہے اور تعلیمی سلسلے کو ادھورا چھوڑ کر بھاگ بھی جاتے ہیں۔

درس وتدریس کے سلسلے میں قرآنی تعلیمات یہ ہیں کہ آپ نرم خوئی اور رحم دلی سے کام لیں اور درشت مزاجی سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر علیہ السلام کو فرماتے ہیں:

’’فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ، وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔‘‘(۱)

’’پس اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر آپ لوگوں کے لیے نرم خو ہوگئے اور اگر آپ درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے۔‘‘

اسی طرح پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

’’میں ہر معاملہ میں آسانی کرنے والا استاذ بنا کر بھیجا گیا ہوں۔‘‘(۲)

ان واضح ارشادات کی روشنی میں تعلیم کو مارنے سے نہیں، بلکہ پیار سے عام کرنے کی ضرورت ہے۔ آج المیہ یہ ہے کہ بعض اساتذہ بچوں کو بڑی بے رحمی سے مارتے ہیں اور جب چھڑی اٹھاتے ہیں تو پھر روئی کی طرح دھنک کر رکھ دیتے ہیں، ان کو اس وقت کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ چھڑی بچے کے جسم پر کہاں لگ رہی ہے، اس سے نقصان کا کس قدر اندیشہ ہے۔ بعض اساتذہ کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بچوں کی ہڈی پر زور زور سے چھڑیاں مارتے ہیں، بچوں کو تھپڑ، مکے، گھونسے اور لاتیں مارتے ہیں۔ بچوں کے ہاتھ پاؤں کو بے دردی سے مروڑتے ہیں۔ یہ سب چیزیں قرآن وسنت، خلف وسلف کے افکار اور فقہ اسلامی کے سراسر خلاف ہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ طلباء کرام کو جرائم پر سزا دی جاسکتی ہے۔ اس طرح علم وادب سکھانے کے لیے بھی بقدرِ ضرورت سزا کی اجازت ہے، جس کے لیے شریعت نے حد مقرر کی ہے۔ جرائم پر سزا کا تصور قرآن نے تسلیم کیا ہوا ہے، مثلاً خاوند کو اجازت ہے کہ وہ اپنی بیوی کو تعظیم کے دائرے میں

www.banuri.edu.pk

رکھے۔نفسیاتی سزا کے طور پر اس سے ہم بستری نہ کرے۔ اگر نفسیاتی سزا بے اثر ہوتی ہے تو اُسے معمولی طور پر جسمانی سزا دے سکتا ہے۔ باپ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ بچوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے مارے۔ اس معاملہ میں جس حدیث کا حوالہ آتا ہے اس کے مطابق بچوں کو سات سال کی عمر میں کہنا چاہیے کہ وہ نماز پڑھیں اور دس سال کی عمر میں انہیں مارنے کا بھی حق ہے۔ شارحین حدیث نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ بچوں کو تعلیمی اداروں میں مارنا اسلامی تعلیمات سے روگردانی نہیں ہے، البتہ کڑی سزا اور بچوں کو مرعوب کرنے کے لیے موقع بہ موقع ڈنڈا چلانا مضر اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

سزا فقہ اسلامی کی روشنی میں

فقہ اسلامی میں یہ تصریح موجود ہے کہ اساتذہ کی اول ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ اپنے شاگردوں کو بہت شفقت سے پڑھانے کا اہتمام کریں، وقتاً فوقتاً ان کو ترغیب دینے اور شوق دلانے کا سلسلہ رکھیں۔ اگر کبھی غلطی ہوجائے تو زبانی سمجھانے کی کوشش کریں۔ اگر سمجھانا مفید نہ ہو تو زبانی تنبیہ کریں، کچھ ڈانٹ پلا دیں (لیکن تنبیہ اور ڈانٹ میں غیر مہذب کلمات استعمال کرنے سے اجتناب کریں) اگر یہ بھی مفید نہ ہو تو پھر بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت سزا دینے کی بھی گنجائش ہے، مگر سزا دینے میں چند باتوں کی احتیاط کی جائے:

۱:.....اتنا نہ مارا جائے کہ جسم پر کوئی گہرا نشان ہوجائے۔ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’**إذا ضرب المعلم الصبی ضربًا فاحشًا فإنه یعزر و یضمنه لومات۔**‘‘(۳)

’’جب استاد بچے کو سخت مارے تو اس استاد کو تعزیر کی جائے گی، اگر بچہ مرگیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔‘‘

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’**لیس لہ أن یضربها فی التأدیب ضربًا فاحشًا وهو الذی یکسر العظم أویحرق الجلد أو یسوّدہٗ۔**‘‘(۴)

’’استاد کے لیے یہ جائز نہیں کہ شاگرد کو ادب دلانے کے لیے سخت مارے، سخت مارنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ہڈی ٹوٹے، کھال اُکھڑے یا کھال سیاہ ہوجائے۔‘‘

۲:.....سزا بچے کے تحمل سے زیادہ نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معلم سے فرمایا:

’’**إیّاک أن تضرب فوق الثلاث فإنک إذا ضربتَ فوق الثالث اقتص اللّٰہُ منک۔**‘‘(۵)

’’تین ضرب سے زیادہ مت مارو، اگر تم تین ضرب سے زیادہ مارو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے قصاص لے گا۔‘‘

۳:..... چہرے پر نہ مارا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: چہرے پر مارنے کی ممانعت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ یہ اعظم الاعضاء ہے

www.banuri.edu.pk

اور اجزاء شریفہ اور لطیفہ پر مشتمل ہے، اگر کسی نے چہرے پر تھپڑ مارا تو اس پر ضمان لازم ہے، جیسا کہ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر تصریح کی ہے:

’’**فلو ضربهٗ على الوجه أو على المذاكير يجب الضمان بلاخلاف ۔**‘‘(۶)

’’اگر کسی کو چہرے پر مارا یا اندام مخصوصہ پر تو اس پر بغیر کسی خلاف کے ضمان واجب ہوگی۔‘‘

۴:..... بلاقصور نہ مارا جائے۔ اگر کسی استاد نے بلاقصور بچے کو مارا تو یہی استاذ سزا پانے کے قابل ہے۔ شامی میں ہے:

’’**إذا ضربها بغير حق وجب عليه التعزير وإن لم يكن فاحشا ۔**‘‘(۷)

’’جب (بچے) کو بغیر قصور مارا تو اس پر تعزیر واجب ہوگی، اگرچہ اس نے سخت نہیں مارا ہو۔‘‘

درمختار کے اس قول ’’**لهٗ إكراه طفله على تعليم القرآن وأدب وعلم**‘‘ سے معلوم ہوتا ہے کہ بدتمیزی کرنا اور سبق میں کوتاہی کرنا دونوں قصور ہیں جن کی وجہ سے بچوں کو سزا دینا جائز ہے۔

۵:..... سزا ضربِ معتاد سے زیادہ نہ ہو خواہ کیفاً ہو (جیسے بچے کو الٹا مارنا) خواہ کماً ہو (جیسے تین ضربوں سے زیادہ مارنا) خواہ محلاً ہو (جیسے چہرے اور اندام مخصوصہ پر مارنا) شامی میں ہے کہ اگر کسی نے ضرب معتاد سے زیادہ مارا تو اس پر ضمان واجب ہوگا۔

سزا اور جدید تعلیمی نفسیات کی تحقیق

جدید تعلیمی نفسیات کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ طلبہ کو اخلاقی جرائم پر سزا دی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ جسمانی سزا طلبہ کے تعلیمی عمل پر بُرا اثر ڈالتی ہے، لہٰذا حتی الامکان جسمانی سزا سے معلم گریز کرے۔ سزا طالب علم کی عزتِ نفس اور خودداری مجروح کرتی ہے۔ استاد کے خلاف نفرت پیدا کرتی ہے اور بسا اوقات طالب علم سلسلۂ تعلیم ہی ختم کردیتا ہے، لہٰذا استاد کو بچوں کی نفسیات سے پوری طرح واقف ہونا چاہیے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: تدریس کے دوران استاد کو طالب علم کی نفسیات کے مطابق اپنے تدریسی امور سرانجام دینے چاہئیں۔

مسلمان مفکرین: تعلیم اور سزا

۱:..... ابن خلدونؒ

خوب یاد رکھیے! تعلیم کے سلسلے میں بے جا مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ مضر ہے، خصوصاً چھوٹے بچوں کے حق میں، کیونکہ یہ استاد کی نااہلی اور غلط تربیت کی نشانی ہے۔ جن کی نشو ونما ڈانٹ ڈپٹ اور قہر وتشدد سے ہوتی ہے، خواہ وہ پڑھنے والے بچے ہوں یا لونڈی غلام یا نوکر چاکر، ان کے دل و دماغ پر استاد کا قہر ہی چھایا ہوتا ہے۔ بے چاروں کی طبیعت بجھ کر رہ جاتی ہے، امنگ وحوصلہ پست ہوجاتا ہے، شوق

www.banuri.edu.pk

و دلچسپی جاتی رہتی ہے اور طبیعت میں مستی پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو دماغ معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ تشدد سے جھوٹ اور بد باطنی پیدا ہوتی ہے اور خود داری سلب ہو جاتی ہے، گویا جبر و تشدد بچوں کو مکر و فریب اور دغا بازی کی تعلیم دیتا ہے۔ (۸)

۲......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

استاد کو بچوں کی بدسلوکی پر نصیحت کرنا چاہیے، لیکن سزا کے معاملے میں اُسے کھلے عام اور طوالت سے پرہیز کرنا ہوگا، کیونکہ اس سے طالب علم اور استاذ کے درمیان احترام کا پردہ ہٹ جاتا ہے۔ (۹)

۳......ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

استاذ کو کڑی سزا دینے کا حق نہیں، تاوقتیکہ وہ اس کے والد یا سرپرست سے اجازت نہیں لے لیتا۔ (۱۰)

۴......معلم تیونس Al.Qalishi

استاد صاحب ناراض ہو تو اس حالت میں اس کو مارنا نہیں چاہیے، کیونکہ ایسے موقع پر اس کے ذاتی احساسات حالات کو مسخ کر سکتے ہیں۔ اسی معلم نے ایک اور اصول پر زور دیا ہے، وہ یہ ہے کہ استاذ کو ذاتی وجوہات کی بنا پر سزا نہیں دینی چاہیے۔ (۱۱)

۱:...... آل عمران:۱۵۹۔ ۲:.....مسلم، ج:۲،ص:۱۱۰۴۔ ۳:.....الدر المختار، ج:۴،ص:۷۹، دار الفکر بیروت۔

۴:.....رد المحتار، ج:۴،ص:۷۹۔ ۵:.....بحوالہ رد المحتار، ج:۶،ص:۴۲۶۔ ۶:.....رد المحتار، ج:۶،ص:۵۶۶۔

۷:.....فتاویٰ شامی، ج:۴،ص:۷۹۔ ۸:.....مقدمہ ابن خلدون، حصہ دوم،ص:۴۶۵۔

۹:.....اردو ترجمہ اسلامک سسٹم آف ایجوکیشن، ط: مجید بک ڈپو، لاہور،ص:۳۷۳ تا ۴۲۳۔ ۱۰:.....ایضاً۔ ۱۱:.....ایضاً۔

www.banuri.edu.pk